وَاعْتَصِمُوا

اختلافِ فقہی فروعی میں برداشت اور وسعتِ قلبی

پیشکش
ادارہ اہل سنت کراچی

مدیر
مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین
مولانا عبد الرشید ہمایوں المدنی
مولانا عبد الرزاق ہنگورہ نقشبندی

دار اہل السنۃ
لتحقیق الکتب والطباعۃ والنشر

www.facebook.com/darahlesunnat

دار أهل السنة

لتحقيق الكتب و الطّباعة و النّشر

دار أهل السنة

IDARA E AHLE SUNNAT اداره اهلسنت

www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

اختلافِ فقہی فُروعی میں برداشت اور وسعتِ قلبی

مدیر

مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مولانا عبد الرشید ہمایوں المدنی

مولانا عبد الرزاق ہنگورہ نقشبندی

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

اختلافِ فقہی فُروعی میں برداشت اور وسعتِ قلبی

الحمد لله ربِّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خاتم الأنبياءِ وَالمرسَلين، وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اجتہاد واستنباط پر مبنی فقہی ذخیرہ کی اَہمیت

برادرانِ اسلام! اسلام ایک کامل دین ہے، یہ دین تاقیامت ساری انسانیت کی رَہنمائی ورَہبری کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے آیا ہے، یہ اس قدر جامع اور مکمل دین ہے کہ اس کی تعلیمات میں کسی قسم کا نقص یا کمی نہیں، اس دین کے دستورِ الٰہی ہونے کی واضح دلیل یہ ہے، کہ اس کی تعلیمات میں ہر زمانے کے تغیّرات کو قبول کرنے، اور ہر قسم کے دینی، مُعاشی، مُعاشرتی، سماجی مسائل وحوادث اور اُلجھنوں سے نمٹنے کی بدرجۂ اتم صلاحیّت موجود ہے، گردشِ دَوراں اور اکیسویں صدی عیسوی کے جدید سائنسی دَور میں نِت نئے مسائل کا جنم لینا، دینِ اسلام کی اَہمیت، ہمہ جہتی اور ہمہ گیری پر ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتا؛ کیونکہ اس دین کا اصل منبع وسرچشمہ

قرآن وحدیث ہیں، اور یہ دونوں وحیٔ الٰہی ہیں۔ شریعت کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے جس کی دلیل کسی نہ کسی درجہ میں، قرآن وحدیث کے اندر موجود نہ ہو۔ اسی طرح فقہائے کرام کے تمام اصولِ تخریج اور قواعد وضوابط کا استنباط واستخراج بھی دراصل قرآن وحدیث ہی سے ماخوذ ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام کے تمام اجتہادات واستنباطات پر مبنی، ان کا کامل فقہی ذخیرہ بھی، دراصل شریعت مطہّرہ ہی کا قیمتی سرمایہ، اور دین اسلام کے ایک جزء کا درجہ رکھتا ہے۔

فقہاءِ کرام کے مابین نقطۂ نظر کا اختلاف

عزیزانِ گرامی قدر! یہ بات پیشِ نظر رہے کہ شریعتِ اسلامیّہ کی اصولی اور بنیادی تعلیمات بالکل واضح اور دوٹوک ہیں، ان میں کسی قسم کی پیچیدگی یا جھول نہیں، یہ منصوص اَحکام کہلاتے ہیں، ان سے بال برابر انحراف، بسااوقات انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر سکتا ہے۔ البتہ غیر منصوص اَحکام جو شریعت کی جزوی تفصیلات اور فقہائے کرام کے اجتہاد سے تعلق رکھتے ہیں، ان میں نقطۂ نظر کا اختلاف، نہ صرف ممکن اور جائز ہے، بلکہ محمود، مطلوب اور اکثر اوقات رحمت کا باعث بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت سیّدنا مالک بن انس علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ "إِنَّ اخْتِلَافَ

الْعلَماءِ رَحْمَةٌ عَن الله علی هَذِه الْأمّةِ"[1] "علماء کا باہمی اختلاف اس اُمّت پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے رحمت ہے"۔

علمائے مجتہدین کی اسی خوبی (اجتہاد) کی بناء پر، مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں اپنا وارث وجانشین قرار دیا، چنانچہ ارشاد فرمایا: «إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ»[2] "علماء، انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وارث ہیں"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: «مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْراً، يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ»[3] "اللہ تعالی جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی سمجھ بُوجھ (تفقُّہ) عطا فرمادیتا ہے"۔

اختلافِ فقہی (فُروعی) کے اسباب

میرے عزیز! فقہائے کرام کے مابین جزوی مسائل میں اختلاف، عام طور پر اس لیے واقع ہوا، کہ شریعتِ مطہّرہ نے ہر چھوٹے بڑے مسئلے کا تفصیلی حکم بیان کرنے کے بجائے، محض اصولی واِجمالی ہدایات بیان فرمائیں؛ تاکہ ہر زمانے کے حالات وواقعات، عُرف، رَواج اور ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، عمل کی مختلف صورتیں

---

(١) "الخصائص الكبرى" دعا ردّ البصر للأعمي، ٢/ ٣٧٠.

(٢) "سنن أبي داود" كتاب العلم، باب في فضل العلم، ر: ٣٦٤١، صـ٥٢٣.

(٣) "صحيح البخاري" كتاب العلم، ر: ٧١، صـ١٧.

وجود میں آسکیں، اور اُمّتِ مسلمہ بوقتِ ضرورت، حالات کے تقاضوں کے پیشِ نظر، عمل کی جس شکل کو چاہے اختیار کرسکے۔

فقہائے کرام کے باہمی نقطۂ نظر میں اختلاف کا ایک سبب یہ بھی ہے، کہ شریعتِ مطہّرہ نے کبھی کسی حکم کو بیان کرنے کے لیے، ایسے لفظ کا استعمال فرمایا، جو مختلف مَعانی کا متحمل ہو، اور اس سے کئی مَطالب ومَعانی نکل سکیں، جب ہر مجتہد نے اپنی فہم وفراست سے، کسی ایک معنی کو متعیّن کرلیا، تو اس طرح عمل کی کئی صورتیں وجود میں آگئیں، اسی کو فقہائے کرام کے نقطۂ نظر کا اختلاف کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ اختلاف واجتہاد تلاشِ حق کی جستجو، خالصۃً منشائے خداوندی کو سمجھنے، اور مرادِ نبوی کی حقیقت کو جاننے کے لیے ہوتا ہے، اس لیے اس اختلاف کو ہرگز مذموم اور بُرا نہ سمجھا جائے، اور نہ ہی اسے بنیاد بنا کر اسلام اور علمائے ربّانیین پر تنقید کے نشتر چلائے جاسکتے ہیں!۔

صحابۂ کرام کے مابین علمی اجتہادی اختلاف

عزیزانِ محترم! حق بات کی تلاش اور غور وفکر کے نتیجے میں، جو اجتہادی اور فقہی اختلاف رُونما ہوتا ہے، وہ ہرگز قابل مذمّت نہیں، خود سرورِ کونین، تاجدارِ رسالت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین اختلافی نقطۂ نظر کی گنجائش موجود تھی، فریقین میں سے ہر ایک نے، اپنی اپنی فہم وفراست کی بنیاد پر، مسئلہ کے ایک پہلو کو متعیّن کرکے اس پر عمل کیا، جبکہ سرورِ کائنات ﷺ نے بھی ان میں سے کسی فریق کے عمل کو رَد نہیں فرمایا۔

"صحیح بخاری" میں حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غزوۂ اَحزاب سے واپسی پر ہم سے فرمایا: «لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ العَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ!» "تم میں سے کوئی بھی بنی قُریظہ پہنچنے سے پہلے نمازِ عصر ہرگز نہ پڑھے!" راستے میں صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے دیکھا کہ عصر کا وقت ہو چکا، تو ان میں (نقطۂ نظر میں اختلاف کے سبب) دو ۲ جماعتیں ہوگئیں: ایک جماعت نے حضور کے ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہوئے، راستے میں نماز پڑھنے سے انکار کردیا، اور وہیں بنو قریظہ پہنچ کر نمازِ عصر ادا کی، جبکہ دوسری جماعت نے یہ سمجھتے ہوئے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قول کا مطلب یہ ہے، کہ جہاں تک ہو سکے عجلت سے چلو؛ کہ نمازِ عصر ادا کرنے کی نَوبت منزلِ مقصود پر پہنچ کر ہی آئے، یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہر صورت میں نماز وہیں پہنچ کر پڑھو۔ اس دوسری جماعت نے اجتہاد کیا اور راستے میں ہی نماز ادا کر لی، بعد میں حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں، جب یہ واقعہ بیان کیا گیا، تو حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دونوں میں سے کسی (جماعت) پر ملامت نہ فرمائی"[1]۔

اَسلاف کا مزاج اور وسعتِ قلبی

حضراتِ محترم! فُروعی مسائل میں مجتہدین وائمۂ کرام عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ کے مابین اختلاف کی نَوعیت عموماً اَولیٰ وغیرِ اَولیٰ، اور راجح ومرجوح کی ہے، لیکن انہوں نے ان

---

(۱) "صحيح البخاري" أبواب صلاة الخوف، ر: ٩٤٦، صـ١٥٢ بتصرّف.

فُروعی اختلافات کو حق وباطل کامسئلہ بنا کر، اُمّتِ مسلمہ میں انتشار وافتراق ہرگز نہیں پھیلایا، اور نہ ہی ان مسائلِ فرعیّہ کو بنیاد بنا کر جھگڑے اور فساد کیے، وہ واجب الاحترام ہستیاں ایک دوسرے کی آراء اور نقطۂ نظر کا حددرجہ، نہ صرف احترام کرتیں، بلکہ باہمی ملاقات میں بھی ان معمولی اختلافات کو نظر انداز کرکے، نہایت خوش روی اور خندہ پیشانی سے پیش آیا کرتے، وہ عظیم لوگ اس قدر فراخ دل اور وسیع النظر واقع ہوئے تھے، کہ اختلافی نقطۂ نظر کے باوجود، ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے؛ کیونکہ ان کا اختلاف مسائل میں تھا، اصولی عقائد میں سب متحد تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی، فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے باہم فقہی اختلافات کی حقیقت، اور اس کی نَوعیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "فقہاء کے مابین اختلاف کی بیشتر صورتیں، بالخصوص وہ مسائل جن میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال دونوں جانب ہیں، جیسے تکبیراتِ تشریق، تکبیراتِ عیدین، اور حالتِ احرام میں نکاح، حضراتِ سیّدنا ابنِ عباس وسیّدنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تشہد، آہستہ آواز کے ساتھ "بسم اللہ" پڑھنا، آمین کہنا، اِقامت کو جُفت اور طاق کہنا، اور اسی کی مانند دیگر مسائل میں یہ اختلاف، دو۲ باتوں میں سے بہتر بات میں تھا، نفسِ مشروعیت میں ان کے مابین بالکل اختلاف نہیں تھا"(۱)۔

---

(۱) "حجة الله البالغة" فصل، ١/ ٢٦٩.

حضرت شاہ ولی اللہ محدّثِ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بعد کے لوگوں سے، متعدّد فقہی اختلافات شمار کرنے کے بعد مزید فرماتے ہیں کہ "اس کے باوجود وہ لوگ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھا کرتے، چاہے وہ امام مالکی ہو، یا اس کے علاوہ ہو، حالانکہ مالکیہ نماز میں "بسم اللہ" نہیں پڑھتے۔ اسی طرح ہارون رشید نے حِجامہ کروایا، پھر نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھائی؛ کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتویٰ دیا تھا کہ حِجامہ سے وضو نہیں ٹوٹتا، اور ان کے پیچھے حنفیوں کے امام ابو یوسف نے نماز پڑھی، اور اِعادہ بھی نہیں کیا، حالانکہ ان کے نزدیک بدن سے خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے، کہ نکسیر آنے اور حِجامہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مگر جب اُن سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص کے بدن سے خون نکلا، اور اس نے وضو کیے بغیر نماز پڑھائی، تو کیا آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے؟ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ "میں امام مالک اور حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز کیسے نہیں پڑھوں گا؟!"[1]۔

---

(١) "حجة الله البالغة" فصل، ١/ ٢٧٠ بتصرّف.

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی نے ایک بار امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی کی قبرِ انور کے قریب فجر کی نماز ادا کی، تو قنوتِ نازلہ نہیں پڑھی، وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ "صاحبِ قبر (امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی) کے حضور، ادب کا مُعاملہ کرتے ہوئے میں نے ایسا کیا"(۱)۔

عزیزانِ گرامی! ہمارے اَسلاف اختلافِ فقہی کو اُمّتِ مسلمہ کے حق میں رحمت وبرکت قرار دیتے ہیں، اور اسے توسیع اور فراخی کا باعث گردانتے تھے۔

حضرت سفیان ثَوری رحمۃ اللہ تعالٰی ایسے اختلافی مسائل کے بارے میں فرمایا کرتے کہ "یہ نہ کہو کہ علمائے کرام نے مسائل میں اختلاف کیا، بلکہ یوں کہو کہ انہوں نے اُمّت کے لیے توسیع اور فراخی پیدا کی ہے"(۲)۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالٰی فرمایا کرتے کہ "اگر اصحابِ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں فقہی واجتہادی مسائل میں اختلاف نہ ہوتا، تو یہ کوئی خوش آئند بات نہیں تھی؛ اس لیے کہ اگر ان حضرات کے مابین اس طرح کا اختلاف نہ ہوتا، تو آج ہمیں شرعی رخصتیں نہ ملتیں"(۳)۔

مگر نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، کہ جس اختلافِ فقہی واجتہادی وفروعی کو ہمارے اَسلاف رحمت، وسعت اور فراخی کا سبب جانا کرتے تھے، اسے

---

(۱) "حجة الله البالغة" فصل، ۱/ ۲۷۰ بتصرّف.

(۲) "الميزان الشعرانية" مقدّمة المؤلف، الجزء ۱، صـ۲٤.

(۳) "المدخل إلى علم السنن" باب اختلاف ...إلخ، ر: ۹۷٦ ۲/ ٤٥٦.

لے کر آج ہم اس قدر متشدّد کیوں ہوئے جارہے ہیں؟! مذہبی انتہاء پسندی ہماری رگ رگ میں کیوں رچتی بستی جارہی ہے؟! منصبِ علمی اور بزرگی کا لحاظ کیے بغیر، آج ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا جارہاہے! فروعی اختلاف کے سبب گمراہی وکفر کے فتووں کی بھرمار ہے! مسندِ دعوت وارشاد پر بیٹھنے والے بعض ناخلف ونااہل لوگ، اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے باہم دست وگریبانی کا سبب بن رہے ہیں، ان نافہموں کے سبب باہمی رواداری اور وسعتِ قلبی کا خاتمہ ہورہا ہے، لوگ دین سے متنفّر اور علمائے اسلام کے کردار سے مایوس ہورہے ہیں!!۔

گمراہی وکفر کے فتووں کی بھرمار

حضراتِ گرامی قدر! مذہبی طبقے میں بعض شدّت پسند عناصر خود ساختہ شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں، وہ اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی گمراہ کررہے ہیں، لوگوں کو صراطِ مستقیم سے ہٹانے کی مذموم کوشش کررہے ہیں، مسلمانوں پر ناحق کفر وشرک کے فتویٰ لگاتے ہیں، جو کہ سراسر جہالت اور بے علمی کا کام ہے؛ کیونکہ حکمِ شریعت کے مطابق کسی مسلمان کو کافر کہنا شرعًا ممنوع وحرام ہے۔ علمائے ذی وقار فرماتے ہیں کہ "بغیر قطعی ثبوت کے بلاوجہ مسلمان کو کافر کہنا، (یا اہلِ سنّت سے خارج قرار دینا) سخت عظیم گناہ ہے، بلکہ کافر کہنا، خود اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے"[1]۔

---

(۱) "فتاوی رضویہ" ۲۳/۵۹۲۔

حضرت سیّدنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ»(١) "جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو کہے: "اے کافر!" تو یہ قول دونوں میں سے کسی ایک پر ضرور صادق آئے گا، اگر وہ ایسا ہی ہے جسے کافر کہا گیا تو ٹھیک، ورنہ یہ قول خود کہنے والے پر لَوٹ آئے گا"۔ یعنی جسے کافر کہا گیا، اگر واقعی وہ کافر ہے تب تو اسے کافر کہنا درست ہے، اور اگر وہ کافر نہیں تو کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔

محترم بھائیو! کسی بھی غلطی یا گناہ پر، بلاتحقیق کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا، یا کسی کو کافر کہہ دینا، دین میں غُلو (حد سے تجاوُز) ہے، یہ کفر کا فتویٰ مسلمان کے جان ومال کی حلّت کا سبب بنتا ہے، اسے دینِ اسلام سے خارج کرتا ہے، اور یہ اُس مسلمان پر ظلم ہے؛ کہ کسی کو کافر قرار دینے کے سبب اس کی بیوی اس سے جُدا ہوگی، وہ وراثت سے محروم ہو گا، مرنے کے بعد غسل وکفن، نمازِ جنازہ اور دعا سے محروم ہو گا، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا جائے گا۔ جبکہ ان تمام اُمور واَحکام کا ذمّہ دار وہ ہے جس نے اسے کافر کہا۔ مسلمان کو کافر کہنا سخت حرام، اور گویا اسے قتل کیے جانے کے مترادِف ہے۔ حضرت سیّدنا عمران بن حُصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِذَا

---

(١) "صَحيح مُسلم" كتابُ الْإيمان، بابُ بيان حال ...إلخ، ر: ٢١٦، صـ٤٧.

قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: "يَا كَافِرُ" فَهُوَ كَقَتْلِه، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِه»[1] "آدمی اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہہ کر پکارے، تو یہ اسے قتل کرنے کے مترادِف ہے، اور مؤمن پر لعنت کرنا بھی ایسا ہی ہے"۔

مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروری ہے، علمائے کرام فرماتے ہیں کہ "إِنْ كَانَ أَرَادَ الشَّتْمَ وَلَا يَعْتَقِدُهُ كَافِراً لَا يَكْفُرُ، وَإِنْ كَانَ يَعْتَقِدُهُ كَافِراً فَخَاطَبَهُ بِهَذَا بِنَاءً عَلَى اعْتِقَادِهِ أَنَّهُ كَافِرٌ يَكْفُرُ"[2] "کسی کو بطورِ گالی کافر کہا تو وہ کافر نہ ہوگا، اور اگر کافر جان کر کہا، تو کہنے والا خود کافر ہوگیا"۔

مسلمان کو کافر کہنے کی ممانعت

عزیز دوستو! جو شخص ایمان واسلام کے دعوے کے باوجود کلماتِ کفر بولے یا کفریہ فعل کرے، تو اُسے کافر ہی کہا جائے گا، لیکن کسی مسلمان کو کافر کہنا ممنوع ہے، اگرچہ وہ کتنا ہی گنہگار ہو۔ حضرت سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا، ہم علی الصبح قبیلہ جُہینہ کی بستیوں میں پہنچ گئے، میں نے ایک شخص پر حملہ کیا، تو اس نے کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، میں نے پھر بھی اسے قتل کر دیا، لیکن مجھے اس فعل پر تردّد تھا، میں نے رسول اللہ

---

(۱) "المعجم الكبير" أَبُو قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهِ ...إلخ، ر: ٤٦٤، ١٨/ ١٩٤.

(۲) "الهندية" كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدّين، ٢/ ٢٧٨.

ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا، حضور ﷺ نے فرمایا: «أَ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، ثُمَّ قَتَلْتَهُ؟» "کیا اس کے کلمہ پڑھنے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟" میں نے کہا: یا رسولَ اللہ! اس نے اپنی جان کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: «أَ فَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ: أَقَالَهَا أَمْ لَا؟» "کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا، کہ تمہیں پتا چلے کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا تھا یا نہیں؟" رسول اللہ ﷺ بار بار یہی کلمہ دہراتے رہے، حتّٰی کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں اِسی وقت اسلام لایا ہوتا (تاکہ مجھ سے اس کلمہ گو کے قتل کی خطا نہ ہوئی ہوتی)[1]۔

علمائے اُمّت کی ذمّہ داری

عزیزانِ مَن! تضلیل وتکفیر کی اس چکی میں، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے حقیقی وارث، علمائے ربّانیّین کا کردار اور خدمات مسخ ہو کر رہ گئی ہیں، پوری دنیا میں مذہبِ اسلام کی زبوں حالی اس نہج پر پہنچ چکی، کہ اس کے تصوّر ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اس کے باوجود مذہب کا لبادہ اوڑھے بعض ناعاقبت اندیش، اپنے ذاتی مفادات کی خاطر، اسلام کی کشتی میں بار بار سوراخ کرنے پر تُلے ہوئے ہیں ؏

آہ! اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے　　جن کا تو چاند تھا، افسوس وہ ہالے نہ رہے

---

(۱) "صحیح مسلم" کتاب الإیمان، ر: ۲۷۷، صـ٥٦.

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! اس وقت امّتِ مسلمہ کو باہم اتحاد کی جس قدر شدید ضرورت ہے، شاید اس سے پہلے کبھی کسی دَور میں نہ رہی ہو! ایسے وقت میں انتشار وافتراق کا ماحول پیدا کرنا، ایک دوسرے پر گمراہی وکفر کے فتوے لگانا، گویا اُمّتِ مسلمہ کی صفوں میں پُھوٹ ڈالنے کے مترادِف ہے۔ لہذا جس شخص یا مفتی کے پاس علم ومعرفت اور بصیرت ودانائی نہ ہو، شریعتِ مطھَّرہ اسے ہرگز اجازت نہیں دیتی، کہ وہ مسئلۂ تکفیر پر بحث ومُباحثہ کرے یا فتویٰ دے۔ بلا تحقیقِ بالغ کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا، یا اسے اہلِ سنّت سے خارج بتانا، ظلم اور شریعت پر افتراء ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾[1] "اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں، یقیناً کان، آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے"۔ لہٰذا کسی سے متعلق فتویٰ دینے سے پہلے، اس کی مکمل تحقیق شرعی اَشدّ ضروری ہے۔

علاوہ ازیں ہمیں چاہیے کہ فقہی مسائل میں نقطۂ نظر، اور افضل وغیر افضل یا راجح ومرجوح کے معمولی اختلاف کو، حق وباطل کی جنگ نہ بنائیں، اپنے اَسلاف کی طرح رواداری، برداشت اور وسعتِ قلبی کا مُظاہرہ کریں، عدمِ تضلیل وتکفیر کی پالیسی پر عمل پیرا ہوں، ماحول کو سازگار بنائیں، ایسی باتوں اور اشتعال انگیز تقریروں

---

(۱) پ۱۵، بني إسرائيل: ۳٦.

یا تحریروں سے گریز کریں، جن سے بدا َمنی اور تفرقہ بازی کا اندیشہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اَغیار اور اسلام مخالف قوّتیں، ہمارے باہمی اختلافات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، انہیں ہوا دینے کی کوشش کریں، اور ہم لاعلمی میں باطل کے خلاف صف آراء ہونے کے بجائے، ایک دوسرے کے ہی گلے کاٹتے رہیں۔

ضرورت اس اَمر کی ہے، کہ ہم باہم اُلجھنے کے بجائے، اپنی توانائیاں ٹھوس اور تعمیری کاموں میں صرف کریں، اسلام کا صحیح اور مثبت چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کریں، کفّار کو اپنے مذہب پر منفی تنقید اور رائے زنی کا موقع ہرگز نہ دیں، ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کا احترام کریں، اور اسے سمجھنے کی کوشش کریں، اپنے عقائد واعمال کی اصلاح پر کاربند رہیں، اور صحیح معنی میں ایک باعمل مسلمان بن کر دکھائیں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں باہمی محبت واُلفت، اتفاق واتحاد اور ذہنی کشادگی نصیب فرما، مسلمان کو کافر کہنے، بے علم فتوی دینے، اور حق کی مخالفت وبغاوت سے محفوظ فرما، بہترین انداز میں دعوتِ اسلام کی سعادت عطا فرما، ہمارے علماء ومفتیانِ کرام کے علم وعمل میں برکتیں نصیب فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما، ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی وچھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کردے، ہماری حاجتیں پوری فرما!

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ کو قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے کشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما۔

الٰہی! تمام مسلمانوں کی جان، مال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، جن مصائب وآلام کا انہیں سامنا ہے، ان سے نَجات عطا فرما۔ ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبَیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص

سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے ہمیں وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّةِ أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.